محمد اسحاق بھٹی

ایک آیت

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ (الہمزہ)

حرماں نصیبی ہے، ایسے شخص کی جو پسِ پشت عیب جوئی کرنے والا اور طعنہ زنی کرنے والا ہے، جو مال جمع کرتا رہتا اور اُسے گنتا رہتا ہے، وہ یہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز نہیں، وہ شخص ضرور بھسم کر دینے والی آگ میں جھونکا جائے گا۔

یہ تیسویں پارے کی سورۂ الھمزہ کی ابتدائی چار آیات ہیں۔ ان میں انسانی معاشرے کی ایک بہت بڑی بُرائی کی نشان دہی کی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ جن لوگوں میں یہ بُرائی پائی جاتی ہے، وہ معاشرے کے انتہائی بد قسمت اور بدرجہ غایت حرماں نصیب لوگ ہیں۔ قرآنِ مجید انھیں "ہُمَزَہ" اور "لُمَزَہ" سے تعبیر کرتا ہے۔ ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں، جس نے پسِ پشت لوگوں کی بدگوئی کو اپنا معمول بنا لیا ہو، اور لمزہ کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے، جو زبان سے دوسروں کی بُرائی ان کے سامنے کرتا ہو، یا ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کے اشارے سے کسی کی توہین کا مرتکب ہوتا ہو۔ پھر اس میں یہ بُرائی بھی پائی جاتی ہو کہ مال و دولت کے انبار لگاتا رہتا ہو اور اُسے گنتا رہتا ہو۔ یعنی اپنے عمل سے وہ یہ ظاہر کرتا ہو کہ اس کے پاس مال و زر کی بڑی فراوانی ہے، اور اُسے یقین ہے کہ ہمیشہ اس کی یہی حالت رہے گی۔ اس کی بے پناہ دولت اور زرِ کثیر میں کبھی کمی واقع نہ ہوگی۔ دولتِ دنیا سے اس کی ہمہ وقت دلچسپی اور ہر آن انہماک و اشتغال سے اس کی حرص و آز کی اس کیفیت کا پتا چلتا ہے جو اس کے اندر چھپی ہوئی ہے۔

قرآنِ مجید کا مقصد یہ ہے کہ انسان دولت کی کثرت کے بل بوتے پر بڑے بڑے منصوبے باندھتا ہے، اور طویل و عریض سکیمیں تیار کرتا ہے۔ وہ زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے، لیکن یہ بہرحال حقیقت ہے کہ وہ دل سے یہی سمجھتا ہے کہ جو کثیر دولتِ دنیا اس کے ہاتھ آگئی ہے، وہ ہر مشکل کا

حل، ہر داد کا مداوا اور ہر افتاد کا توڑ ہے۔ اس کے رو سے وہ تمام مشکلات پر قابو پا لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ قرآن مجید نے بڑی جامعیت اور بلاغت کے ساتھ اس بشری علیت کی وضاحت فرما دی۔

ان آیات میں انسان کی اجتماعی زندگی کی دو بڑی بیماریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک پس پشت عیب جوئی کرنا اور دوسرے اس کے سامنے اس کو طعن و تشنیع کا ہدف ٹھہرانا۔ علاوہ ازیں معاشرے میں جو اخلاقی کمزوریاں پائی جاتی ہیں، ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ وہ کمزوریاں زیادہ تر کبر اور بخل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور عموماً حُبِ مال کی افراط ان کا موجب بنتی ہے۔ انسان کو حرص اور بخل میں مبتلا ہو کر دولت جمع کرنے کی دُھن لگ جاتی ہے تو وہ یہ نہیں سوچتا کہ مال کہاں سے آیا؟ جائز طریقے سے جمع ہوا یا ناجائز طریقے سے؟ غلط ذرائع سے ہاتھ لگا یا صحیح ذرائع سے؟ وہ ان سب بنیادی باتوں کو نظر انداز کر کے فقط دولت سمیٹنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور انتہائی بخل سے کام لے کر جلبِ زر کو اپنا مطمح نظر ٹھہرا لیتا ہے۔ قرآن اس ذہنیت کی سختی سے مخالفت کرتا ہے اور اس کردار کے لوگوں کو جہنم کا ایندھن قرار دیتا ہے۔

اسلام کا نظریۂ حیات

از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

یہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی شہرۂ آفاق انگریزی تصنیف "اسلامک آئیڈیالوجی" کا ترجمہ ہے جس میں اسلام کے مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی اصولوں کا دوسرے نظریات سے اور اسلامی نظریۂ حیات کا دوسرے نظام ہائے فکر سے مقابلہ کر کے ایک طرف تو مغربی دنیا کو دعوتِ فکر دی گئی ہے اور دوسری طرف خود مسلمانوں کو جمود و بے بسی کے طلسم کو توڑنے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔

صفحات ۸+۴۹۶ قیمت تیرہ روپے

ملنے کا پتا: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور